☆۔حقیقتِ سے آگاہی۔☆

(نجات کی پکار نمبر:۲۸)

تقویٰ کے مقابلے میں خوشحالی کا دھوکہ

ابوعبداللہ

(ہمارا عزم)

☆سچائی کی پیروی☆

(WWW.KHIDMAT-ISLAM.COM)

(Email:KHIDMAT777@GMAIL.COM)

بسم اللہ،الحمد للہ، والصلاۃ والسلام علی رسول اللہ

خوشحالی کی مطلقاً نفی نہیں: دنیا کی خوشحالی یعنی: مال واسباب کی فراوانی اور دنیاوی مقام ومرتبہ ..... کی اسلام میں مطلقاً نفی نہیں۔لیکن چونکہ یہ چیزیں انسان کیلئے بہت بڑی آزمائش ہیں،جن کے ذریعے شیطان انسان کو قابو کرتا ہے۔اور یہ دین کی راہ میں ''رکاوٹ'' کا موجب بنتی ہیں،اسلئے عمومی لحاظ سے قرآن حکیم میں مال واسباب کو فتنہ قرار دیا گیا ہے۔لیکن یہ چیزیں فی نفسہ ممنوع نہیں۔

دنیا کا پہیہ: دنیا کا پہیہ چلانے کیلئے اللہ نے انہیں اسباب کو بنیادی ذریعہ بنایا ہے۔دنیا میں جینے بلکہ انفاق فی سبیل اللہ کیلئے بھی مال واسباب کی ضرورت ہے۔یہ چیزیں بھی اللہ کی بہت بڑی نعمتیں ہیں جو مصائب وآلام سمیت دیگر دنیوی تقاضوں کیلئے بنیادی ضرورت اور عافیت کا باعث ہیں۔بات کو سمجھنے کیلئے درج ذیل دلائل پر غور فرمائیں:

پروردگار نے فرمایا: ﴿ وَّجَعَلْنَا النَّهَارَ مَعَاشًا ﴾ (سورہ نبا:78:آیت:11)

''اور دن کو ہم نے ذریعہ معاش بنایا۔''

نمازِ جمعہ کی ادائیگی کے بعد زمین پر پھیل کر کاروبار یعنی تلاشِ رزق کرنے کو اللہ نے اپنا فضل قرار دیا:

﴿ ... وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ.... ﴾ ''...اور اللہ کا فضل تلاش کرو...'' (سورہ جمعہ:10)

نبی کریم ﷺ کی پسندیدہ دعا تھی:

﴿ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّ فِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴾

(البقرہ:2:201)

''اے ہمارے رب ہمیں عطا کر دنیا کی بھلائی اور عطا فرما آخرت کی بھلائی اور ہمیں بچا لے آگ کے عذاب سے۔''

اسی طرح آپ ﷺ دعا کیا کرتے تھے:

(اللھم احسن عاقبتنا فی الامور کلھا واجرنا من خزی الدنیا و عذاب الآخرہ) (مسند احمد،صحیح ابن حبان،مستدرک حاکم)

''اے اللہ ہمارے تمام کاموں کا انجام بہتر فرما،اور بچا ہمیں دنیا کی ذلت سے اور آخرت کے عذاب سے۔''

مزید یہ کہ: نبی کریم ﷺ نے دعاؤں میں عافیت (یعنی بھلائی کا حصول اور تنگی وتکالیف سے نجات) طلب کرنے کا حکم دیا اور ایمان ویقین کے بعد ''عافیت'' کو سب سے بڑی دولت قرار دیا، دیکھئے: (ابن ماجہ، رقم:3849)

اگلی اہم بات یہ ہے کہ ایمان کی موجودگی میں جب دنیا میں محنت کا مقصد محض ''ذاتیات'' کی بجائے ''خدمتِ خلق'' ہوجائے تو وہ کام ویسے ہی عبادت بن جاتا ہے۔

تنبیہ کی وجوہات: مال ودولت انسان کی بہت بڑی کمزوری ہے۔انسان ان سے ٹوٹ کر محبت کرتا ہے۔عیش ونشاط کے نشے سے بڑوں بڑوں کا وضو ٹوٹ جاتا ہے۔اسلئے حرص ولالچ کی آڑ میں ظلم وناانصافی اور دنیا میں غرق ہوکر سارا وقت چندروزہ عارضی دنیا کی نظر کرکے خواہشات کا رسیا بننے سے بچانے کیلئے مال واسباب کی فراوانی کی قباحتوں کو قرآن میں واضح کیا گیا ہے۔تاہم اگر انسان انکے رذائل سے بچ کر مال واسباب کا درست استعمال کرسکے، دنیا کو دین کی راہ میں رکاوٹ نہ بننے دے.... تو یہ بہت بڑی خیر کا باعث اور نعمت ہیں۔

کثرت وفراوانی کی قباحتیں/نتائج

مال واسباب کی فراوانی ہی درحقیقت سرکشی کا موجب بنتی ہے، جیسا کہ پروردگار نے واضح کیا:

﴿اَنۡ كَانَ ذَا مَالٍ وَّبَنِيۡنَ۝﴾ (سورۃ القلم:14:68)

''اسکی سرکشی صرف اسلئے ہے کہ وہ مال والا اور بیٹوں والا ہے۔''

مال واسباب کی فراوانی عموماً درج ذیل قباحتوں کا باعث بنتی ہے، مگر یہ کہ ان پر قابو پالیا جائے:

(۱)۔رقت قلبی سے محرومی اور کساوتِ قلبی کا آنا، (۲)۔حلال وحرام کی تمیز کا ختم ہوجانا، (۳)۔تکبر کا پیدا ہونا، دوسروں کو کم تر خیال کرنا، مزید یہ کہ تنگدستی کو اللہ کی گرفت خیال کرنا، (۴)۔ان گنت خواہشات کے جال میں پھنس کر سارا وقت دنیا کی نظر کردینا، دنیا کا دین کی پاسداری میں رکاوٹ بن جانا اور دین کی طرف شوق ورغبت کا نہ ہونا، اور (۵)۔دنیا کی فراوانی پر اخروی محاسبہ کا سخت ہونا:

﴿ثم لتسئلن يومئذٍ عن النعيم﴾ (التکاثر)۔

اگر ان قباحتوں سے بچ کر ان پر غالب آجایا جائے اور محض ذاتیات سے باہر نکل کر مال واسباب کو جائز ضروریات پر خرچ کرنے کے ساتھ ساتھ انفاق فی سبیل اللہ: دین کی سربلندی، انسانی

ہمدردی/رشتے داروں کا لحاظ، ملک وقوم کی فلاح.... پرخرچ کیا جائے تو خیر ہی خیر ہے، نورعلیٰ نور ہے، بلکہ اسے قابل رشک قرار دیا گیا ہے جو اللہ کے ہاں بڑے درجے کو پانے کا موجب ہے، جیسا کہ کہ پروردگار نے خوشخبری دی:

﴿اَلَّذِیۡنَ یُنۡفِقُوۡنَ اَمۡوَالَھُمۡ بِالَّیۡلِ وَ النَّھَارِ سِرًّا وَّ عَلَانِیَۃً فَلَھُمۡ اَجۡرُھُمۡ عِنۡدَ رَبِّھِمۡ وَ لَا خَوۡفٌ عَلَیۡھِمۡ وَ لَا ھُمۡ یَحۡزَنُوۡنَ﴾ (بقرہ:2: آیت:274)

''جولوگ اپنے مالوں کورات دن پوشیدہ اوراعلانیہ خرچ کرتے ہیں ان کے لئے ان کے رب کے پس اسکا (عظیم) صلہ ہے اورانہیں نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔''

لیکن دنیا کی فراوانی کے ہوتے ہوئے مذکورہ قباحتوں سے بچنا بہت مشکل کام ہے، دولت انسان کو اندر سے تبدیل کردیتی ہے، انسان کی سوچ ہی بدل جاتی ہے۔

اسکے برعکس فقروفاقہ، تنگدستی اور دنیوی ذلت سے بھی نبی کریم ﷺ نے پناہ مانگی ہے، دیکھئے: (سنن نسائی:۵۴۶۲)۔ کیونکہ یہ چیزیں ذلت ورسوائی سمیت بالآخر انسان کو کفر تک پہنچانے کا سبب بن جاتی ہیں۔ اسلئے بقدر کفایت (جس سے ضروریات بخوبی پوری ہوجائیں) دیا گیا رزق جس پر قناعت اختیار کرلی جائے، زیادہ عافیت کا باعث ہے، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''وہ شخص کامیاب ہوگیا جسے برابر سر برابر (بقدر کفایت) رزق دیا گیا اوراللہ نے اسے اپنے دیئے پر قانع بنادیا۔'' (صحیح مسلم: کتاب الزکوٰۃ)

میانہ روی ہی فراوانی اور فقروفاقہ دونوں کے مضر نتائج سے بچنے کا ذریعہ ہے۔ تاہم جس طرح مال کی فراوانی کے درست استعمال سے انسان بڑے درجے کو پاسکتا ہے، اسی طرح غربت میں ثابت قدم رہ کر (جوکہ بہت مشکل کام ہے) بھی انسان مقام قُرب تک پہنچ سکتا ہے۔

اس بنیادی آگاہی کے بعد اب ہم اپنے اصل موضوع یعنی ''تقویٰ کے مقابلے میں خوشحالی کے دھوکے'' پرضروری رہنمائی حاصل کرتے ہیں:

تقویٰ کے مقابلے میں خوشحالی کا دھوکہ

بلاشبہ خوشحالی، مال واسباب اورصحت وتندرستی..... اللہ کی بہت بڑی نعمتیں ہیں جن کی قدر اور درست استعمال بہت بڑی خیر کا باعث ہے۔ لیکن یہ حقیقت ذہن نشین رہے کہ اصل سعادت ''اخلاق وایمان

اورتقویٰ ''ہی ہے،خواہ انسان خوشحال ہو یا تنگدست۔''متقین''ہی اصل خوش نصیب لوگ ہیں خواہ وہ دنیامیں سہولت وآسانی میں ہوں یامشکلات میں۔

لیکن اس ضمن میں عموماً انسان دھوکہ کھا جاتا ہے۔اسکے نزدیک معیارتقویٰ کی بجائے صرف دنیا کی خوشحالی ہی ہوتا ہے۔جو دنیامیں خوشحال ہیں انہیں اللہ کا مقرب خیال کیا جاتا ہےاور جو مال واسباب یاصحت وتندرستی وغیرہ میں مشکلات کا شکار ہیں،انہیں راندہ درگاہ سمجھا جاتا ہے،خواہ وہ کتنے ہی نیک کیوں نہ ہوں۔ہمیں اللہ سے کبھی مشکل تو نہیں مانگنی چاہئے،ہمیشہ عافیت وآسانی کی کوشش اور دعا ہی کرنی ہے،لیکن حکمتِ خداوندی کے تحت مصائب اہل تقویٰ پر بھی آتے جاتے رہتے ہیں جن سے نکلنے کی بھرپور کوشش کرنی ہے۔لیکن اللہ کے ہاں پسندیدگی یا ناراضگی کا حتمی معیار دنیوی خوشحالی نہیں بلکہ تقویٰ وتطہیر ہے۔بات کو سمجھنے کیلئے چند دلائل ملاحظہ کریں:

☆ ﴿ وَ مَآ اَمۡوَالُکُمۡ وَ لَاۤ اَوۡلَادُکُمۡ بِالَّتِیۡ تُقَرِّبُکُمۡ عِنۡدَنَا زُلۡفٰۤی اِلَّا مَنۡ اٰمَنَ وَ عَمِلَ صَالِحًا فَاُولٰٓئِکَ لَهُمۡ جَزَآءُ الضِّعۡفِ بِمَا عَمِلُوۡا وَ هُمۡ فِی الۡغُرُفٰتِ اٰمِنُوۡنَ ﴾ (سورہ:34:آیت:37)

''اورتمہارے مال اورتمہاری اولاد ایسی چیزیں نہیں جوتمہیں ہمارے قریب کرتی ہوں کسی بھی درجہ میں،ہاں مگر جوشخص ایمان لائے اورکرے صالح اعمال،سو یہی وہ لوگ ہیں جن کے لئے ہے دوگنی جزاانکے اعمال کی بدولت،اوریہی لوگ جنت کے بالاخانوں میں رہیں گےامن سے۔''

یہاں مذکورہ عنوان کے حوالے سے ساری حقیقت ہر پہلو سے کھول کر بیان کردی گئی ہے۔

☆ ﴿ وَ اِذَا تُتۡلٰی عَلَیۡهِمۡ اٰیٰتُنَا بَیِّنٰتٍ قَالَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا لِلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَیُّ الۡفَرِیۡقَیۡنِ خَیۡرٌ مَّقَامًا وَّ اَحۡسَنُ نَدِیًّا ﴾ (مریم:۱۹:73)

''اور جب پڑھی جاتیں ہیں ان پر روشن آیات تو کافر اہل ایمان سے کہتے ہیں،ہم دونوں فریقین میں سے مکان کس کے اچھےاورمجلسیں کس کی بہتر ہیں؟''

یعنی کفار دنیوی ریل پیل کو ہی اللہ کے ہاں پسندیدگی کا پیمانہ خیال کرتے ہیں۔

☆ ﴿قَالُوٓا اَنُؤۡمِنُ لَکَ وَاتَّبَعَکَ الۡاَرۡذَلُوۡنَ o﴾ (الشعرا:۲۶:111)

''وہ بولے کہ کیا ہم تمھیں مان لیں جبکہ تمھارے پیروکار تو ذلیل لوگ ہیں۔''

یوں پروردگار نے مال واسباب کے مذکورہ دھوکے سے بچنے کی یوں تاکید فرمائی:

﴿لَا یَغُرَّنَّکَ تَقَلُّبُ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا فِی الۡبِلَادِ o مَتَاعٌ قَلِیۡلٌ ثُمَّ مَاۡوٰىهُمۡ جَهَنَّمُ وَ بِئۡسَ الۡمِهَادُo﴾ (آل عمران:196)

''کفار کا شہروں میں چلنا پھرنا تمہیں دھوکے میں نہ ڈال دے۔ یہ تو متاعِ قلیل (چند روز کا عارضی فائدہ) ہے، پھر انکا ٹھکانہ ہوگا جہنم اور وہ کتنا بُرا ٹھکانہ ہے۔''

مزید یہ کہ ثابت قدم رہنے والے صاحب تقویٰ فقرا کا اللہ کے ہاں بہت بڑا درجہ ہے۔ چنانچہ اصحاب صفہ جو انتہائی نادار تھے، جنکی ناداری کی حالت یہ تھی کہ ان میں سے کسی ایک آدمی پر بھی بڑی چادر نہ تھی، یا تو ایک تہبند تھا یا ایک چادر جسکے کناروں کو انہوں نے گردنوں کے ساتھ باندھ رکھا ہوتا تھا دیکھئے: (بخاری: رقم:442)۔ لیکن اللہ کے ہاں ان کا مقام یہ تھا کہ انکی دلجوئی کیلئے نبی کریم ﷺ کو بھی اللہ نے ان کے ساتھ رہنے کا حکم دیا، فرمایا:

﴿وَاصۡبِرۡ نَفۡسَکَ مَعَ الَّذِیۡنَ یَدۡعُوۡنَ رَبَّهُمۡ بِالۡغَدٰوةِ وَ الۡعَشِیِّ یُرِیۡدُوۡنَ وَجۡهَهٗo﴾ (الکہف:28)

''(اے نبی) روکے رکھ اپنے آپ کو ان لوگوں کے ساتھ، جو پکارتے ہیں اپنے رب کو صبح وشام، وہ اسکی رضا کے طالب ہیں۔''

ثابت قدم رہنے والے صاحب تقویٰ فقرا کو پروردگار آخرت میں نواز دیں گے، جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

☆ ''فقرا (صاحب ایمان وعمل) مال داروں سے پانچ سو سال پہلے جنت میں داخل ہو جائیں گے۔'' (ترمذی:2353)

☆ ''میں نے جنت میں جھانک کر دیکھا تو اس میں اکثریت فقرا کی تھی۔'' (بخاری:6547)

یہ تو تھی مال واسباب کے حوالے سے حقیقت، اب ہم جسمانی خوشحالی کے حوالے سے

حقیقت کو سمجھتے ہیں۔

بلاشبہ تقویٰ کی موجودگی میں جسمانی خوشحالی بھی اللہ کی بہت عظیم نعمت ہے، لیکن تقویٰ کے بغیر یہ بھی نری آزمائش ہی ہے۔اس ضمن میں دھوکے کی ایک شکل تو یہ ہے کہ محض جسمانی خوبصورتی، طاقت وتوانائی، حسن، چمک دمک... کو اللہ کے قُرب کا پیمانہ سمجھنا۔اس حوالے سے اللہ تعالیٰ نے منافقین کے بارے میں فرمایا:

﴿وَاِذَا رَاَیْتَهُمْ تُعْجِبُکَ اَجْسَامُهُمْ وَاِنْ یَّقُوْلُوْا تَسْمَعْ لِقَوْلِهِمْ کَاَنَّهُمْ خُشُبٌ مُّسَنَّدَةٌ﴾ (المنافقون:63:آیت:4)

''(اے نبی!) جب تو انہیں دیکھو تو ان کے جسموں (کی خوشنمائی) پر تجھے تعجب ہو، جب یہ باتیں کرنے لگیں تو تُو ان کی باتوں پر کان لگالے، گویا یہ لکڑیاں ہیں دیوار کے سہارے لگائی ہوئی''

یہاں منافقین کے ظاہر اور باطن کی تصویر کشی کی گئی ہے۔جسم کی ظاہری رونق وشادابی اور رنگ و رعنائی اس قدر کہ رسول اللہ ﷺ بھی تعجب کریں۔اسی طرح چرب زبانی، چالاکی وہوشیاری، زبان کی فصاحت وبلاغت کی بدولت جب خطاب کرتے تو سامعین کا دل موہ لیتے اور لوگ ان کی گفتگو کی طرف متوجہ ہوجاتے۔یہ تو انکے ظاہر کی تصویر کشی ہے، لیکن باطن ایسا کہ گویا دیوار کے ساتھ لگی ہوئی کھوکھلی لکڑیاں ہیں، یعنی انکے پُر رونق جسموں کے اندر جو قلب ہیں وہ مردہ ہیں۔

اسی طرح اگلا دھوکہ صحت وتندرستی کا ہے۔یعنی تقویٰ کی بجائے محض صحت وتندرستی کو قرب کا معیار سمجھنا اور بیماری میں مبتلا اہل تقویٰ کو عذاب الٰہی میں گرفتار خیال کرنا، حقیقت سے آگاہی کیلئے درج ذیل آیت اور حدیث ملاحظہ کریں:

﴿وَ لَنَبْلُوَنَّکُمْ بِشَیْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَ الْاَنْفُسِ وَ الثَّمَرٰتِ وَ بَشِّرِ الصّٰبِرِیْنَo﴾ (البقرہ:2:155)

''اور لازماً آزمائیں گے ہم تمھیں کسی قدر خوف اور بھوک سے اور (مبتلا کرکے) نقصان میں مال و جان کے اور ثمرات کے اور بشارت دو صبر کرنے والوں کو۔''

آپ ﷺ سے پوچھا گیا: کون سے لوگ سخت تکلیف میں مبتلا ہوتے ہیں؟

''فرمایا: انبیاء، پھر درجہ بدرجہ آدمی اپنے دین کے مطابق آزمائش میں ڈالا جاتا ہے۔ اگر دین پر مضبوطی سے عمل پیرا ہے تو پھر آزمائش بھی سخت ہے، اگر دین میں نرمی ہے، تو آزمائش بھی اسی کے موافق ہے۔ آزمائش بندے کا ساتھ نہیں چھوڑتی حتیٰ کہ بندہ زمین پر چلتا ہے کہ (مصائب پر صبر کی بدولت) اس پر کوئی گناہ باقی نہیں رہتا۔'' (ترمذی، کتاب الزھد، رقم:2398)

اس ضمن میں مصائب و آلام سے امتحان کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ اہل ایمان کے حوالے سے درج ذیل مقاصد حاصل کرتا ہے:

(۱)۔ کھرے اور کھوٹے کی پہچان کرنا، (۲)۔ امتحان کو ایمان کی مظبوطی کا باعث بنانا، (۳)۔ خواہشات اور دنیا پرستی کے انتہائی طاقتور جادو سے نجات دلا کر اصل ٹریک پر لانا، (۴)۔ گناہوں کا کفارہ بنانا، اور (۵)۔ درجات کی بلندی کا ذریعہ بنانا، وغیرہ۔

اس ضمن میں تفصیل کیلئے دیکھئے ہماری تحریر: (تلاش رب)

دونوں قسم کے دلائل سے یہ بات واضح ہوگئی کہ کوشحالی ہو یا تنگدستی اصل خیر ہر حالت میں ''تقویٰ'' پر کاربند رہنا ہے۔ اور یہ سعادت صرف اہل ایمان کو ہی نصیب ہوسکتی ہے، جیسا کہ نبی کریم ﷺ کے فرمان مبارک کا مفہوم ہے:

''مومن کا معاملہ بھی عجیب ہے۔ اسکے ہر معاملے میں خیر ہی خیر ہے۔ اور یہ سعادت سوائے مومن کے کسی کو بھی حاصل نہیں۔ اگر اسے خوشی حاصل ہوتی ہے، تو وہ اس پر شکر ادا کرتا ہے تو اس میں بھی اجر ہے اور اگر اسے نقصان پہنچتا ہے اور وہ اس پر صبر کرتا ہے تو اس پر بھی اجر ہے۔'' (مختصر صحیح مسلم: رقم:2092، صحیح ابن حبان)

امید ہے اس تحریر سے بہت سے دھوکے واضح ہوگئے ہوں گے۔ یہ تحریر ان شاء اللہ ہمارے زخموں کی حقیقی مرہم کا موجب بن کر مشکل و آسانی ہر حالت میں اصل ٹریک پر استقامت کا موجب بنے گی۔ اللہ ہمیں دھوکوں سے بچا کر اصل حقائق کی پہچان اور حقیقت کو پا کر اس پر عمل پیرا ہونے توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

